بفیض روحانی
نمونۂ شدت
حضرت عمر و
اعلیحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی
حضرت امام
المناظرین شیر
بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان
قادری رضوی رضی
المولیٰ عنہ



جون
۲۰۲۲
(Jun - 2022)

ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر : عبید حشمت علی
تزئین کار : محمد سہیل رضا حشمتی
(عرب شریف)

آر این آر آرٹس گلبرگہ

ماہنامہ
حشمت ضیا
جون۲۰۲۲ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی

(عرب شریف)

بفیضِ رُوحانی

قطب دکن، محبوب حق **حضرت بندہ نواز گیسودراز سید محمد بن یوسف** دہلوی رضی المولیٰ عنہ

ثم

سلطان الاغنیاء والاسخیاء شاہزادۂ غوث الاعظم، عمدۃ الکاملین، صاحب کشف وکرامت، سرکار **سید حاجی سلطان بابا بہاؤالدین شاہ اصفہانی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

شیخ الاسلام والمسلمین قطب الاقطاب ملک المشائخ **حضرت خواجہ علاؤالدین انصاری چشتی** المعروف سرکار لاڈلے مشائخ رضی المولیٰ عنہ

ثم

شیخ دکن قطب الاقطاب شیخ الشیوخ **حضرت شیخ سراج الدین جنیدی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

شاہزادۂ بندہ نواز سرکار **سید شاہ یداللہ حسینی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

سرکار غوث دکن حضرت حافظ **سید جمال الدین حاجی الحرمین** رضی المولیٰ عنہ

ثم

سرکار تیغ برہنہ **حضرت خواجہ سید شاہ حسام الدین محمد محمد الحسینی** رضی المولیٰ عنہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

نعت شریف

تیری اوقات ہی کیا ہے کرے جو بات رفعت کی

از— محقق عصر رئیس التحریر نبیرۂ مظہر اعلی حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضاخان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

تیری اوقات ہی کیا ہے کرے جو بات رفعت کی
سنی ہے میں نے قرآں سے حکایت ان کی مدحت کی

ابھی جی بھر کے دیکھا ہی کہاں دیوارِ روضہ کو
صدائے جاں بلب کس نے سنائی پھر سے رحلت کی

امن کی جستجو تھی تو حرم کو چھوڑ کیوں آئے
شکایت کیا کریں خود سے خریدارِ ہلاکت کی

بگڑتے گرتے پڑتے دل میں وہ جوشِ بلا دیکھا
ذرا سی چار باتیں کیا سنائیں ہم نے الفت کی

میرے ذوقِ جنوں پر ہنسنے والو کیا خبر تم کو
کہ مٹنے سے سیکھائی ہے رضا نے بات شہرت کی

چلے تحت الثریٰ آؤ ترفُّع کے طلبگارو!
یہ سعدی نے گلستاں میں نکالی راہ رفعت کی

الٰہی صدقۂ موسیٰ وہ سامانِ نظر دینا
ملائک بات چھیڑیں جب عدالت میں زیارت کی

نہیں کچھ شور و غوغہ اور لٹانا جاں صحابہ کا
کہ پروانوں نے سیکھی ہے یہاں سے شان حکمت کی

مدد کی بھیک مانگے پھر رہے ہیں وہ بھی محشر میں
کہ جن کو استعانت پر عداوت تھی قیامت کی

یہ بھولا صبح کا بھٹکا مگر نہ شام کو لوٹا
وگرنہ دیکھتا یہ بھی کہیں تاویل رحمت کی

ذرا ایمان تو پرکھو، ذرا اعمال تو دیکھو
بڑے آئے شکایت کرنے والے اپنی قسمت کی

یہ چاہت ہے تری **فاراں** سبھوں میں انقلاب آئے
چراغوں سے سحر ہوتی نہیں ہے ایسی ظلمت کی

ردغیر مقلدین

از- سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی المولیٰ عنہ

استفتاء :- ہمارے سنی حنفی علماء کثرہم اللہ تعالیٰ وابقاہم الٰی یوم الجزاء اس میں کیا فرماتے ہیں:

(۱) فرقۂ غیر مقلدین اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کا قائل اور نیز اس کے لئے جہت کا قائل ہے جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں کے رسالہ الاحتواء علٰی مسئلۃ الاستواء اور نیز ان کے دیگر رسائل سے ظاہر ہے، اور احناف کی فقہ کو باطل اور ناحق جانتا ہے، اور بدیں وجہ اس کی سخت توہین کرتا ہے چنانچہ ایک کلانوری غیر مقلد نے اپنے رسالہ الجرح علی اصول الفقہ میں فقہ احناف کے حق میں لکھا ہے (بلکہ بدبودار سنڈاس ہے کہ جب اس کے پاس جاؤ تو بدبوہی آتی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور مولوی ابوالقاسم بنارسی کے رسالہ الجرح علی الامام کی ایک عبارت سے فقہ احناف کا موجب دخول دوزخ ہونا ثابت ہے، اور نیز امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی توہین بیحد کرتا ہے، چنانچہ مولوی ابوالقاسم بنارسی نے اپنے رسالہ مذکورہ میں منجملہ حضرت امام صاحب کی شان میں بے انتہا بے ادبیاں کیں، آپ کی ولادت شریفہ کے سنہ کا مادہ لفظ سگاور آپ کی وفات شریف کے سنہ کا مادہ لفظبوکم جہاں پاکلکھا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور اجماع کا منکر ہے کہ نواب صدیق حسن خاں کے رسالہ عرف الجادی اور نیز ان کے دیگر رسائل سے ظاہر ہے اور یہ سب باتیں احناف کی فقہ کی مستند کتابوں مثل فتاوٰی قاضی خاں اور فتاوٰی عالمگیری اور نورالانوار وغیرہا کے بموجب کفر ہیں، پس فرقۂ غیر مقلدین بوجوہ مذکورہ بحکم فقہ احناف کافر ہے یا نہیں، اور نیز فرقہ غیر مقلدین مفارق الجماعۃ ہے جیسا کہ ظاہر ہے پس بحکمِ حدیث شریف:

من فارق الجماعة شبرافقد خلع رقبة الاسلام من عنقه

جو جماعت سے بالشت بھر دور ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پھندہ اتار دیا، کے خارج از اسلام ہوا یا نہیں؟

اور نیز فرقۂ غیر مقلدین تقلید کو شرک اور مستلزم انتفاء ایمان اور مقلدین کو جن میں بے شمار علماء اور اولیاء بھی داخل ہیں، مشرک اور بے ایمان کہتا و جانتا ہے جیسا کہ مولوی سعید بنارسی کے رسالہ ہدایۃ المرتاب ص ۱۸ اور ان کے بیٹے ابو القاسم بنارسی کے رسالہ العرجون القدیم ص ۲۰ اور نیز دیگر غیر مقلدین کے رسائل سے ظاہر ہے،

پس بموجب حدیث:

لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیہ بالکفر الاارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذٰلک

کے یہ خود مشرک اور بے ایمان ہوئے یا نہیں۔

(۲) اور نیز اس میں کہ رافضی تبرائی کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

جواب سوال اوّل: بلاشبہ طائفہ نائفہ غیر مقلدین گمراہ بددین اور بحکم فقہ کفار و مرتدین، جن پر بوجوہ کثیرہ لزوم کفر بین مبین، ہمارے رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ علی کفریات ابی الوھابیۃ و سل السیوف الھندیۃ علی کفریات باباالنجدیۃ و النھی الاکیدعن الصلٰوۃ وراء عدی التقلید وغیرہا میں اس کا بیان شافی ووافی۔ یہاں انہیں بعض وجوہ سے کلام کریں جن کی طرف سائل فاضل نے اشارہ کیا، وباللہ التوفیق۔

(۱) اللہ عزوجل کے لئے مکان ماننا کفر ہے،

بحرالرائق جلد پنجم ص ۱۲۹ میں ہے:

یکفر بقولہ یجوز ان یفعل اللہ فعلا لاحکمۃ فیہ وباثبات المکان اللہ تعالٰی۔

اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی سے ایسے فعل کا صدور ممکن ہے جس میں حکمت نہ ہو تو وہ کافر ہے یا وہ اللہ تعالٰی کے مکان کا اثبات تسلیم کرتا ہے۔

فتاوٰی قاضی خاں فخر المطابع جلد چہارم ص ۴۳۰:

يكون كفر الان الله تعالى منزه عن المكان۔

کافر ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے

فتاویٰ خلاصہ قلمی کتاب الفاظ الکفر فصل ۲، جنس ۲:

يكفر لانہ اثبت المكان اللهتعالىٰ۔

وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کیلئے مکان ثابت کیا ہے

فتاویٰ عالمگیری مطبع مصر جلد دوم ص ۱۲۹:

يكفرباثبات المكان الله تعالى۔

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے

جامع الفصولین جلد دوم ص،۲۹۸ فتاویٰ ذخیرہ سے:

قال، الله فى السماء عالم لوارادبہ المكان كفر۔

کسی نے کہا اللہ تعالیٰ آسمان میں عالم ہے اگر اس سے مراد مکان لیا ہے تو کفر ہے

(۲) مولیٰ عزوجل کے لئے جہت ماننا بھی صریح ضلالت وبد دینی ہے اور بہت ائمہ نے تکفیر فرمائی___شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحفہ اثناء عشریہ طبع کلکتہ ۲۵۵ بیان عقائد اہلسنت وجماعت میں ہے:

عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست واورا جہتے از فوق متصور وہمیں ست مذہب اہل سنت وجماعت۔

تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کیلئے مکان نہیں اور نہ اس کے لئے کوئی جہت نہ فوق اور نہ تحت، اور یہی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔

امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام طبع مصر ص ۱۵ بعد نقل کلام امام حجۃ الاسلام غزالی:

هكذا كما ترى ظاهر تكفير القائلين بالجهة ۔

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں جو لوگ جہت کے قائل ہیں ان کا کافر ہونا واضح ہے۔

اسی میں ان کلمات میں جو ہمارے ائمہ کے نزدیک بالاتفاق کفر ہیں ص ۳۲ پر ہے:

اوقال اللہ تعالٰی فی السماء عالم او علی العرش وعنی بہ المکان او لیس لہ نیۃ او قال ینظر الیناویبصرنا من العرش، او قال ھو فی السماء او علی الارض، او قال لایخلومنہ مکان او قال اللہ تعالٰی فوق وانت تحتہ اھ(ونازعہ ابن حجرفی قولہ لیس لہ نیۃ فقال فی الکفر نظر فضلا عن کونہ متفقا علیہ لان النیۃ القصد، وقد ذکر النووی عفااللہ تعالٰی عنہ فی شرح المھذب انہ یقال قصداللہ کذابمعنی اراد فمن قال لیس لہ نیۃ ای قصد فان ارادانہ لیس قصد کقصد نافواضح، وکذا ان اطلق اوارادانہ لاارادۃ لہ اصلا فان ارادالمعنی الذی تقولہ المعتزلۃ فلاکفر ایضا، اوارادسلبھا مطلقا لابالمعنی الذی یقولونہ فھو کفر١۔ھ اقول رحم اللہ الشیخ لیس لہ نیۃ لیس من الفاظ الکفر بل ھو عطف علی قولہ عنی بہ المکان ای یکفران اراد المکان، اواطلق ولم ینوشیئا قال فی البحرالرائق ان قال اللہ فی السماء فان قصد حکایۃ ماجاء فی ظاھر الاخبار لایکفروان اراد المکان کفر وان لم یکن لہ نیۃ کفر عند الاکثر وھوالاصح وعلیہ الفتوی اھ۔

یا کہتا ہے کہ وہ آسمان میں عالم ہے یا عرش پر، اور اس سے مراد مکان لیتا ہے یا اسکی کوئی نیت نہیں یا کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی ہم کو عرش سے دیکھتا ہے، یا کہتا ہے وہ آسمان میں ہے یا زمین پر، یا کہتا ہے اس سے کوئی مکان خالی نہیں، یا کہتا ہے اللہ تعالٰی اوپر ہے اور تو نیچے ہے ابن حجر نے _لیس لہ نیۃ کی صورت میں اختلاف کیا اور کہا کہ اس صورت میں کفر میں اختلاف ہے چہ جائیکہ کفر بالاتفاق ہو کیونکہ نیت قصد کا نام ہے۔ امام نووی نے شرح المہذب میں کہا کہ جو کہا جاتا ہے قصد اللہ کذا یعنی اللہ تعالٰی نے ارادہ فرمایا کے معنٰی میں ہوتا ہے اور جس نے کہا اللہ کے لئے نیت نہیں _یعنی قصد نہیں، اگر اس کی مراد یہ ہے کہ اسی طرح اگر یہ کلمہ مطلقا ذکر کیا یا یہ مراد لیا کہ اللہ تعالٰی کے لئے کوئی ارادہ نہیں، اب اگر وہ معنٰی مراد لیا جو معتزلہ کہتے ہیں تو وہ بھی کفر نہیں یا مراد یہ ہے کہ مطلقاً ارادہ کی نفی ہے نہ کہ وہ معنٰی جو معتزلہ کا قول، تو پھر کفر ہے اھ اقول اللہ تعالٰی شیخ پر رحم فرمائے _اس کی نیت نہینیہ الفاظ کفر میں سے نہیں بلکہ اس کا عطفاس نے مکان مراد لیا_ پر ہے

یعنی وہ کافر ہو جائے گا جب اس نے مکان مراد لیا یا اس نے کلمہ بولا اور اس سے کوئی ارادہ نہ کیا، بحرالرائق میں ہے کہ اگر کسی نے کہا_ اللہ آسمان میں ہے_ اگر تو اس نے وہ مراد لیا جو ظاہر اًاخبار میں ہے تو پھر کافر نہیں، اور اگر اس نے مکان مراد لیا تو کفر ہو گا اور اگر اس نے کوئی ارادہ نہ کیا تو اکثر کے نزدیک وہ کافر ہے اور یہی اصح ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

نیز اسی کے فصل کفر متفق علیہ میں ہے ص۳۹:

اوشبهہ تعالٰی بشیئ اووصفہ بالمکان او الجہات۔

یااس نے اللہ تعالٰی کو کسی شیئ کے ساتھ مشابہت دی یامکان یاجہت کے ساتھ اس کا وصف بیان کیا۔

(۳) فقہ حنفی کو مطلقاً باطل و ناحق جاننا تو سخت خبیث وملعون ہے کہ وہ احکام قرآن عظیم واحکام صحاح احادیث پر مشتمل سب سے سہل تراحکام قیاس ہیں، اس کی نسبت فتاوی تاتارخانیہ پھر فتاوٰی عالمگیریہ جلد دوم صفحہ ۲۷۱ میں ہے:

رجل قال قیاس ابی حنیفۃ حق نیست یکفر۔

جس نے یہ کہا کہ_ قیاس ابو حنیفہ درست نہیں_ اس نے کفر کیا۔

ہم نے خاص اس قول کی شرح بعونہ تعالٰی ایک نفیس رسالہ لکھا اور اس میں اسے مشرح و مفصل ومبرہن ومدلل کیا واللہ الحمد۔

(۴) یہیں سے توہین فقہ مبارک کا حکم ظاہر کہ صرف باطل کہنے سے وہ ملعون الفاظ بدرجہا بدتر، زید و عمرو مختلف ہوں کہ بکر اس وقت قائم ہے یا قاعد، دونوں میں ایک ضرور باطل ہے مگر ان میں کوئی موجب دخول دوزخ نہیں،

وسیعلم الذین ظلمواای منقلب ینقلبون

(اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔)

منح الروض ص ۲۱۲

کفر باستخفاف الفقہ

(فقہ کی کتاب کی تحقیر سے کافر ہوگا۔)

(۴) بعد وضوحِ صواب وکشف حجاب بحمد الوہاب امامت وولایت وجلالت شان ورفعت مکان حضرات عالیہ ائمہ اربعہ علیہم الرضوان پر امت اجابت کا اجماع منعقد ہولیا خبثائے مبتدعین مثل وہابیہ ورافضیہ وغیر مقلدین امت اجابت سے نہیں کافروں کی طرح امتِ دعوت سے ہیں، ولہذا اجماع میں ان کا اختلاف معتبر نہیں،

صاحب الهوى المشهور ليس من الامة على الاطلاق۔

دین میں جو گمراہی والا مشہور ہو وہ علی الاطلاق امت میں سے نہیں ہے۔

توضیح طبع قسطنطنیہ جلد دوم ص۵۰۶ میں ہے:

صاحب البدعة يدعوالناس اليها ليس هو من الامة على الاطلاق۔

اہلسنت کے مخالف عقیدے والا جو لوگوں کو اپنے عقیدے کی دعوت دے وہ علی الاطلاق امتی نہیں ہے۔

تلویح علامہ تفتازانی ص۵۰۶ و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم ۶۵۴ میں ہے:

لان المبتدع وان كان من اهل القبلة فهو من امة الدعوة دون المتابعة كالكفار۔

کیونکہ اعتقاد میں بدعتی اگرچہ اہل قبلہ سے ہے لیکن امت اجابت میں نہیں بلکہ وہ مثل کفار امت دعوت میں سے ہے۔

اور اجماع امت بلاشبہ حجت ہے تو حضرات ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ سراج الامۃ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امامِ امت واجلہ اولیائے حضرت عزت سے ہونے کا اب انکار نہ کریگا مگر گمراہ بددین یا ملحد بے دین مرتد بالیقین اور بحکم فقہ اس پر لزومِ کفر، ظاہر ومبین۔ مجمع الانہر طبع مصر جلد اول ص۶۳۳ و منح الروض ۲۱۲ میں ہے:

من قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر۔

جو شخص تحقیر کے ارادے سے عالم کو عویلم اورعلوی کوعلیوی کہے وہ کافر ہو جاتاہے۔

جب ایک عالم کو بنظر تحقیر مولویا کہنے کو کفر فرماتے ہیں تو عالم العلماء امام الائمہ کی نسبت ایسے ہفوات ملعونہ کس درجہ خبیث تر ہیں، اکابر اولیائے فرماتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام باقی اولیاء کرام کے مقام سے بالیقین بلند و بالا ہے۔امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ جلد اول ص۱۷۲:

سمعت سیدی علیاالمرصفی رحمہ اللہتعالیٰ یقول اعتقادناان اکابر الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین کان مقامھم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سناوہ فرماتے ہیں کہ بیقین ہمارااعتقاد ہے کہ اکابر صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا مقام باقی اولیاء کرام سے بڑا تھا۔

تو بالیقین امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اعاظم سردارانِ اولیاء اللہ عزوجل سے ہیں،

اور اللہ عزوجل فرماتاہے:

من عادٰی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔رواہ البخاری فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ربہ عزوجل۔

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں نے اعلان فرمادیااس سے لڑائی کا۔ (اسے بخاری نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ نے اللہ عزوجل سے روایت کیا۔)

ڈاکوؤں کی بابت فرمایا:

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الایۃ

یہ جو اللہ ورسول سے لڑتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی دئے جائیں، الی آخر الایۃ۔

سود کے بارے میں فرمایا:

فان لم تفعلوافاذنوابحرب من اللہ ورسولہ ۔

اگر سود نہ چھوڑو تو اعلان کرو اللہ ورسول سے لڑائی کا۔

لیکن یہاں فرمایا جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے خود میں نے اس سے لڑائی کا اعلان فرمادیا، خود ابتداء فرمانا دلیل واضح ہے کہ عداوت باعثِ ایذائے رب عزوجل ہے۔

اور رب عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھینا ۔

بیشک وہ جو اللہ ورسول کو ایذادیتے ہیں ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کرر کھا ہے۔

ظاہر ہے کہ مسلمان اگرچہ عاصی اگرچہ معاذاللہ معذب ہو آخرت میں اپنے رب کا ملعون نہیں ورنہ بالآخر رحمت ونعمت وجنت ابدی نہ پاتا اس کی نار نارِ تطہیر ہے، نہ نارِ لعنت وابعاد تذلیل وتحقیر، تو جسے اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں ملعون کرے وہ نہ ہوگا مگر کافر۔ اور یہ وہاں ہے کہ بعد وضوح حق براہ عناد ہو جس طرح اب وہابیہ ماردین اعدائے دین کا حال ہے،

قاتلھم اللہ انی یؤفکون

(اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔)

ان کے وصف کو ایک حدیث بس ہے کہ دار قطنی وابو حاتم خزاعی نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اھل البدع کلاب اھل النار ۔

گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔

کتا اور وہ بھی بدترین خلائق دوزخیوں کا جن کے متعلق فرمایا،

اولٰئک هم شرالبریۃ

وہ تمام مخلوق الٰہی سے بد تر ہیں،

کتے سے بد تر، سور سے بد تر، سور کے لئے اگر کوئی کتا فرض کیا جائے تو ایسے لوگ سور سے بد تروں کے کتے ہیں،

الالعنۃ اللہ علی الظالمین۔

(٦) بلاشبہہ طائفہ غیر مقلدین اجماع امت کو اصلا حجت نہیں مانتے بلکہ محض مہمل و نا معتبر جانتے ہیں، صدیق حسن بھوپالی کا مصرع ہے:

قیاس فاسد و اجماع بے اثر آمد

(قیاس فاسد ہے اور اجماع کوئی اثر نہیں رکھتا۔)

اور ائمہ کرام و علمائے اعلام حجیت اجماع کو ضروریاتِ دین سے بتاتے اور مخالفت اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں،

مواقف عضدالدین و شرح مواقف علامہ سید شریف مطبوعہ استنبول جلد اول ص ۱۵۹:

کون الاجماع حجۃ قطعیۃ معلوم بالضرورۃ من الدین۔

اجماع کا قطعی حجت ہونا ضروریات دین سے ہے۔

مسلم الثبوت وفواتح الرحموت جلد دوم ص ۴۹۴:

الاجماع حجۃ قطعا ویفید العلم الجازم عند جمیع اهل القبلۃ، ولایعتد بشرذمۃ من الحمقاء الخوارج والروافض لانهم حادثون بعد الاتفاق یتشککون فی ضروریات الدین۔

اجماع قطعی حجت ہے اور یہ تمام اہل قبلہ کے ہاں یقینی علم کا فائدہ دیتا ہے اور خارجی اور رافضی احمقوں کے گروہ کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ نئے فرقے ہیں جو ضروریات دین میں تشکیک پیدا کرتے

اصول امام اجل فخر الاسلام بزدوی باب حکم الاجماع:

فصار الاجماع کآیۃ من الکتاب اوحدیث متواتر فی وجوب العمل والعلم بہ فیکفر جاحدہ فی الاصل۔

تو اجماع کتاب اللہ یا حدیث متواتر کی طرح وجوب علم و عمل ثابت کرتا ہے لہذا قاعدہ کی رو سے اس کا منکر کافر قرار دیا جائے گا۔

کشف الاسرار امام عبدالعزیز بخاری مطبوعہ قسطنطنیہ جلد چہارم ص۲۶۱:

یحکم بکفر من انکر اصل الاجماع بان قال لیس الاجماع بحجۃ۔

جو اجماع کے اصول میں ہونے سے انکار کرے اور کہے کہ اجماع حجت نہیں ہے اس کی تکفیر کی جائے گی

مسایرہ امام محقق ابن الہمام مطبوعہ مصر خاتمہ ص۹:

وبالجملۃ فقد ضم الی التصدیق بالقلب فی تحقق الایمان امور الاخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ ومخالف ماجمع علیہ وانکارہ بعد العلم بہ(ملتقطا)

حاصل یہ کہ ایمان کے لئے تصدیق بالقلب کے ساتھ کچھ امور ایسے ہیں جو بالاتفاق ایمان میں خلل انداز ہوتے ہیں جن کا ترک ضروری ہے، مثلاً بت کو سجدہ، نبی کا قتل اور اس کی توہین اور اجماع کی مخالفت اور اجماع کے علم پر اس کا انکار۔

الفصول البدائع فی اصول الشرائع علامہ شمس فناوی مطبوعہ استنبول جلد دوم ص۲۷۴:

یکفر جاحد حجیۃ الاجماع مطلقا وھوالمذھب عندمشائخنا۔

اجماع کی حجیت کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر قرار پائیگا ہمارے مشائخ کا یہی مذہب ہے

تلویح جلد دوم ص۵۱۵:

الاجماع علی مراتب فالاولی بمنزلۃ الآیۃ والخبر المتواتر یکفر جاحدہ۔

اجماع کے مراتب ہیں، پہلا مرتبہ بمنزلہ آیت کریمہ اور خبر متواتر ہے جس کا منکر کافر ہوگا

کشف الاسرار شرح المنار للامام النسفی مطبوعہ مصر جلد دوم ص۱۱۱:

یکفر جاحدہ کما یکفر جاحد ماثبت بالکتاب اوالمتواتر۔

اجماع کا منکر کافر ہے جس طرح کتاب اللہ یا خبر متواتر سے ثابت شدہ کا منکر کافر ہے

مرآۃ الاصول علامہ مولٰی خسرو مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۲۷۱:

یکفر منکر حجیۃ الاجماع مطلقا هو المختار عند مشائخنا۔

مطلقاً اجماع کی حجیت کا منکر کافر ہے ہمارے مشائخ، کے ہاں یہی مختار ہے

(۷) جماعت اسلام سے ان کی مفارقت اسی معنٰی پر ہے جو نزد فقہائے کرام ان کو خارج از اسلام کرتی ہے

کمایظهر بمامرویأتی بالتفاصیل المودعۃ فی رسائلنا المذکورۃ

(جیسا کہ گزشتہ اور آنیوالے بیان اور ان تفاصیل سے ظاہر ہوجائیگا جو ہمارے رسائل میں شامل ہیں۔) تو بلاشبہہ بحکم فقہ یہ طائفہ حدیث مذکور کے حکم ظاہر میں داخل اور اسلام سے خارج۔

رجوع العامی الی قول المفتی وجب بالنص والاجماع (ملخصاً)

عوام کا مفتی کے قول کی طرف رجوع کرنا نص اور اجماع کی بناء پر لازم ہے۔

فصول البدائع جلد دوم ص ۴۳۳:

للعامی تقلید المجتهد فی فروع الشریعۃ خلافا لمعتزلۃ بغداد، لنا ان علماء الامصار لاینکرون علی العوام الاقتصار علی اقاویلهم فحصل الاجماع قبل حدوث المخالف۔

عوام کے لئے فروع شریعت میں تقلید مجتہد لازم ہے، اس میں معتزلہ بغداد کا اختلاف ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ تمام علاقوں کے علماء نے عوام کو اپنے اقوال پر عمل سے نہیں روکا تو مخالف قول سے پہلے پہلے اس پر اجماع ہوچکا ہے

فواتح الرحموت جلد اول ص ۷:

المقلد یعلم وجوب العمل بقول المجتهد ضرورة من الدین اوبالتقلید المحض اھ اقول الاول فیمن کان مخالطاللمسلمین والثانی فیمن لم یخالطھم بعد۔

مقلد مجتہد کے قول پر عمل کا وجوب ضروریاتِ دین یا تقلید محض کے طور پر جانتا ہے اھ اقول پہلی صورت وہاں ہے جہاں مسلمانوں کے ساتھ اختلاط ہو دوسری صورت وہاں جہاں ابھی مسلمانوں کے ساتھ اختلاط نہ ہوا ہو۔

(۹) بلاشبہ گیارہ سو برس سے عامہ امتِ محمدیہ علٰی صاحبہا وعلیہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ مقلدین ہیں مقلدوں کو مشرک کہنا عامہ امت مرحومہ کی تکفیر ہے اور بلاریب بحکم ظواہر احادیث و فتوٰی ائمہ فقہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد دوم ص ۲۷۸، برجندی شرح نقایہ جلد چہارم ص۶۸ ، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد اول ص ۱۴۰ وص۱۵۶، جامع الفصولین جلد دوم ص۳۱۱، بزازیہ جلد سوم ص ۳۳۱،ردالمحتار جلد سوم ص ۲۸۳،درمختار ص ۳۹۳، جامع الرموز مطبوعہ کلکتہ جلد چہارم ص ۶۵۱، مجمع الانہر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول ص۵۶۶، خزانۃ المفتین قلمی، کتاب السیر آخر فصل الفاظ الکفر، نیز ان کتب میں ذخیرۃ الفتاوٰی وفصول عمادی واحکام علی الدرر و قاضیخاں و نہرالفائق و شرح وہبانیہ وغیرہا سے:

المختار للفتوی فی جنس هٰذه المسائل ان القائل بمثل هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان ارادالشتم ولایعتقده کافرا لایکفر وان کان یعتقده کافرا فخاطبه بهذابناء علی اعتقاده انه کافر یکفر۔

ایسے مسائل میں فتوٰی کے لئے مختار یہ ہے کہ اگر ایسے کلمات سے مراد سبّ و شتم ہو اور کفر کا اعتقاد نہ ہو تو کافر نہیں ہو گا اور اگر مقلد کو کافر سمجھتا ہے اور اسے اپنے اس اعتقاد کے مطابق مخاطب کرتا ہے تو اب کافر ہو جائے گا۔

(۱۰) نمبر ۶ میں ان کا منکر قیاس ہونا گزرا اور یہ اظہر من الشمس ہے، ولہذا فقہ کے منکر ہیں، علمائے کرام فرماتے ہیں قیاس و فقہ کی حجیت بھی

ضروریات دین سے ہے تو اس کا انکار ضرور کفر ہونا لازم،

کشف البزدوی جلد ۳ ص ۲۸۰:

قدثبت بالتواتران الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عملوا بالقیاس وشاع وذاع ذلک فیما بینہم من غیر ردوانکار۔

یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیاس پر عمل پیرا تھے اور عمل ان کے درمیان بغیر کسی ردوانکار جاری ومشہور تھا۔

ایضا ص ۲۸۱:

انہم کانوا مجمعین علی ذٰلک فیما لانص فیہ وکفی باجماعھم حجۃ۔

جس حکم کے بارے میں نص نہ ہوتی صحابہ کا اس پر اجماع ہو جاتا اور ان کا اجماع ہی کافی ہے۔

ایضا ص ۲۸۱ امام حجۃ الاسلام غزالی سے:

قد ثبت بالقواطع من جمیع الصحابۃ الاجتہاد والقول بالرائ والسکوت عن القائلین بہ وثبت ذلک بالتواتر فی وقائع مشہورۃ ولم ینکرھا احد من الامۃ فاورث ذٰلک علما ضروریا فکیف یترک المعلوم ضرور۔

دلائل قطعیہ کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام صحابہ اجتہاد اور رائے پر عمل کرتے اور دیگر صحابہ خاموش رہتے اور یہ بات بڑے بڑے مشہور مواقع کے بارے میں تواتر کے ساتھ منقول ہے اور امت میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تو اس سے علم ضروری کا ثبوت ہو جائیگا جو ضروری طور پر معلوم ہو اسے کیسے ترک کیا جا سکتا۔

فواتح الرحموت ص ۷۲:

الفقۃ عبارۃ عن العلم بوجوب العمل وھو قطعی لاریب فیہ ثابت بالاجماع القاطع بل ضروری فی الدین۔

فقہ علم بوجوب عمل کا نام ہے اور یہ ایسی قطعی چیز ہے جس میں کوئی شک نہیں یہ اجماع قطعی سے ثابت بلکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔

فواتح الرحموت میں ہے:

عن ابیہ ملک العلماء عن المدقق صاحب المسلم القیاس علی تقدیر کونہ

فعلا من الفقه اما ان كان عبارة عن المساواة المعتبرة شرعا فحجيته ضرورية دينية كما سيصرح فى السنة ان حجيتها ضرورية دينيه ۔

اپنے والد گرامی ملک العلماء سے انہوں نے مدقق صاحب المسلم سے نقل کیا کہ قیاس اس تقدیر پر کہ وہ فقہی فعل ہے تو یا وہ شرعاً مساوات معتبرہ سے عبارت ہوگا تو اس کا حجت ہونا ضرورت دینی ہے جیسا کہ سنت کے بارے میں عنقریب تصریح آرہی ہے کہ اس کا حجت ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔

بالجملہ حکم فقہ بلکہ بحکم حدیث بھی طائفہ غیر مقلدین پر بوجوہِ کثیرہ حکمِ کفر ہے، جسے زیادہ تفصیل پر اطلاع منظور ہو ہمارے رسائل مذکورہ کی طرف رجوع کرے واللہ الہادی۔

جواب سوال دوم: بلاشبہہ رافضی تبرائی بحکم فقہائے کرام مطلقاً کافر مرتد ہے، اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل کو ہمارا رسالہ ردالرفضۃ بحمد اللہ کافی ووافی۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۱۴، صفحہ ۲۸۳)

☆☆☆☆☆☆

ایک پر اسرار فتویٰ

از: خلیفۂ اعلی حضرت ابوالبرکات علامہ سید احمد قادری رضی المولیٰ عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کا خیال ہے کہ ضرورت وقت کا خیال کرتے ہوئے تمام کلمہ گو کو ایک جگہ ہو جانا چاہئے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔

اور بکر کہتا ہے کہ جب شریعت نے اہل بدعت اور اہلِ ہوا سے اتفاق و اتحاد کو ناجائز و ممنوع رکھا ہے تو وہ تمام ۷۲ فرقے جن میں اہلِ ہوا اور اہلِ بدعت ہی نہیں بلکہ اکثر و بیشتر منافقین اور مرتدین شامل ہیں ان سے اتحاد و اتفاق کیونکر درست ہو سکتا ہے اہلِ ندوہ کے خیال اور اقوال بھی اسی طرح کے تھے کہ کسی کی تکفیر جائز نہیں تمام کلمہ گو حق پر ہیں جملہ مدعیان اسلام خواہ وہ کسی بھی مذہب و مشرب کے ہوں سب متفق ہو جائیں۔

مگر علمائے حرمین طیبین نے ان کو گمراہ خارج از اسلام بتایا ان کے ساتھ مجالست اور موافقت کو قطعاً حرام بیان فرمایا ان پر کفر کے فتوے دیئے لہذا علمائے اہلِ سنت ان چند باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر جانبدارانہ بحکم شرع جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) یہ جماعت مسلم لیگ کیسی ہے؟ کیا ان سے ہم اہلِ سنت کا اتحاد و اتفاق جائز ہے؟ اور کیا ان لیڈروں کا رہنما ہونا درست ہے اور ان پر اعتبار صحیح ہے؟۔

(۲) مسلم لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندہ دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا کیسا ہے؟۔

(۳) ان کے احوال و اقوال سے گمراہی ظاہر ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(٤) جبکہ ہنود بر سر پیکار اور مسلمانوں کے دشمن ہیں تو موجودہ صورت میں شریعت مطہرہ یہ اجازت دیتی ہے کہ تمام کلمہ گو جن میں رافضی، خارجی، قادیانی، وہابی، نیچری، چکڑالوی سبھی ہیں اہلِ سنت کو ان سب سے متفق و متحد ہونا چاہیے؟

(۵) کیا ایسی صورت میں مصلحت وقت اجازت دیتی ہے کہ فرمان واجب الاذعان فلا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم کو پس پشت ڈال دیا جائے؟

(٦) جو شخص اپنے کو سنی کہتا ہو اور پھر مسٹر جناح کو رافضی بلکہ نیچری جانتے ہوئے اپنا پیشوا مانے اور قائد اعظم لکھے اور اس کی حمایت کرے مبلغ بن کر لوگوں کو اس کی طرف ترغیب دلائے وہ کیسا ہے اور اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) زید و بکر میں سے اپنے اپنے قول میں کون حق پر ہے؟

-- بینوا توجروا عند المولی الجلیل۔

الجواب

(۱) لیگ میں مرتدین منکرین ضروریات دین شامل ہیں اس لئے اہلِ سنت و جماعت کا ان سے اتحاد و اتفاق نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ لیگ کے لیڈروں کو رہنما سمجھنا یا ان پر اعتبار کرنا منافقین و مرتدین کو رہنما بنانا اور ان پر اعتبار کرنا ہے شرعاً ناجائز ہے کسی بھی طرح جائز نہیں۔

(۲) لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندے دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین اور مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

(۳) لیگی لیڈروں کے افعال و اقوال سے ان کی گمراہی مہر نیمروز سے زائد روشن ہے۔ مرتد تھانوی کو لیگوں کی تقریروں میں شیخ الاسلام اور حکیم الامت کہا جاتا ہے۔ اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں مسٹر محمد علی جناح کو قائد اعظم سیاسی پیغمبر ہند و مسلم اتحاد کے پیغمبر بتایا جاتا ہے ۱۹۲۰ء ۱۹۲۱ء کے خلافتی دور گاندھویت والے اسلام کش اور ایمان سوز ہندو مسلم اتحاد کی یاد میں ترانے گائے جاتے ہیں۔۔ مسٹر جناح کو قائد ملت رہبر اعظم رہنمائے محترم مخدومنا ذات گرامی تم سلامت رہو ہزار برس مسلم ہے تیرا غمخوار جناح رہبر ہے تیرا سردار جناح وغیرہ کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ لوگ جو ساڑھے تیرہ سو برس والے اصلی سچے مذہب اہلِ سنت پر قائم ہیں وہ

اس مسلم لیگ کی شرکت اور ممبری کو کیونکر روا رکھ سکتے ہیں۔

(٤)صورت مسئولہ میں مرتدین منافقین سے اتحاد و اتفاق جائز نہیں جب تک وہ باعلان اپنے عقائد باطلہ کفریہ شرکیہ سے توبہ نہ کریں۔

(٥)مصلحت وقت کوئی شے نہیں شریعت مطہرہ عین مصلحت ہے۔ اس سے رو گردانی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے فرامین نبی کریم ﷺ ہر لحظ ہر آن فرض ہے خواہ دنیا بھر میں ایک ہی مسلمان رہے۔

(٦) اس شخص پر واجب ولازم ہے کہ فوراً توبہ کر کے سچا پکا مسلمان بن جائے اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

(٧)زید سخت غلطی پر ہے اس کو اپنے نفس کی اصلاح کرتے ہوئے فرمان خداوندی پر ایمان لانا چاہئے۔ مصلحت وہی ہے جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ ارشاد فرمائیں۔

بکر حق پر ہے اللہ تعالٰی اسے حق پر ثابت و مستقیم رکھے۔

واللہ تعالٰی اعلم۔

حقیر فقیر درماندہ از نفس شریر ابوالبرکات سید احمد غفرلہ۔

ناظم: دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

☆☆☆☆☆☆

حالات حاضرہ کے متعلق ایک اہم فتویٰ

از- خلیفہ ومظہر اعلی حضرت شیر بیشۂ سنت علامہ مفتی محمد حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

السلام وعلیکم پیارے مذہبی بھائیوں!

عزیزی دینی برادرو! ہر سُنّی مسلمان کیلئے بہت بڑی مصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت کبریٰ یہ ہے۔ کہ اس کے پیارے آقا ومولی حضور سیدنا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وتوہین کی جائے لیکن عاقل مسلمان کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ کسی مصیبت سے گھبرا کر خلاف شریعت امور کا ارتکاب کرنے لگے۔ خوب سمجھ لو کہ کالے بلے لگانا، سیاہ جھنڈے اٹھانا، مکانوں اور دوکانوں پر کالی جھنڈیاں نصب کرنا نصاری اور نیچریہ کا شعار ہے۔ اس سے پرہیز کرنا مسلمان کو واجب ہے۔ ہڑتالیں کرانا غریب مسلمانوں کی روزی کو نقصان پہنچانا ہے بیکس وبے بس اور بے دست و پا، بے زور و زر نہتے مسلمانوں کو حکومت وقت کے مقابل گولیاں کھانے کا مشورہ دینا، ان کو کسی باغیانہ تحریر کیلئے اشتعال دلانا حکومت سے ٹکرا جانے پر اکسانا مسلمانوں کی بدخوائی وتباہ کنی ہے جو شرعاً حرام ہے۔ سنی مسلمان بھائیوں کو عموما اور رضوی برادران کو خصوصا متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کے فتنہ شر وفساد سے قطعاً دور رہیں امن وامان کو مکمل طور پر قائم رکھیں حکومتِ وقت کے خلاف ہر قسم کی مفسدانہ تحریکوں سے قطعا پرہیز کریں۔ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے جن احکام شرعیہ پر عمل کرنا اپنے اختیار اپنی استطاعت میں ہے ان کے مکمل طور پابند ہو جائیں۔ بالخصوص خلاف شریعت افعال سے اجتناب اور حکم شرعی کے مطابق داڑھی کی حفاظت اور نمازوں کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں۔ اور وہ مسلمان کہلانے والے کلمہ پڑھنے پڑھانے والے وہابیہ دیوبندیہ جو اپنی تحریروں میں خدائے قدوس جل جلالہ کو جھوٹا۔ اس کے محبوب علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کا علم غیب ہر جانور ہر پاگل ہر چار پائے کے لئے ثابت۔ حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کے علم کو شیطان کے علم سے کم۔ حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو

خدا جل جلالہ کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل سب انبیا اولیا کو اس کے روبرو ناچیز ذروں سے بھی کمتر نماز کے اندر حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کا خیال مبارک لانے کو اپنی بی بی کے ساتھ جماع اور رنڈی کے ساتھ زنا کے تصوّر سے اور بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدرجہا بدتر اور شرک بھان متیوں کے تماشوں اور جادو گروں کے جادو کمال وقوت میں انبیا ومرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھاہوا۔ حضور علیہ وعلی آل الصلاۃ والسلام کو چالیس سال کی عمر تک جملہ محاسن شرعیہ سے بے خبر ایمان سے قطعا ناواقف تہذیب سے یکسر خالی۔ اور اس قسم کی گندی گھنونی توہینیں شائع کرکے غیر مسلم کہلانے والے کفار ومشرکین کو بھی بارگاہِ مصطفٰی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام میں دریدہ دہنی وبدزبانی کرنے کی ہمتیں جرأتیں دلا رہے ہیں۔ ان داڑھی والے کافروں مسلم نما مرتدوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کرلیں اور خدا اور سول کی بارگاہ کریم میں حضور سیدنا غوث اعظم سلطان بغداد و حضور سلطان الہند خواجۂ اجمیر و حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولی تعالی عنہم کے واسطے اور وسیلے پیش کرکے خلوص قلب وصدق دل کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تمام مسلمانانِ اہلسنت کے لیے مکمل امن وامان رکھیں۔ ہر فتنہ شر وفساد سے بچائے اور حکومتِ وقت جس کا اعلان ہے کہ وہ سیکولر اسٹیٹ یعنی ایک لامذہبی حکومت ہے اور وہ اپنے رعایا کے تمام مذہبوں کو یکساں نظر احترام سے دیکھتی ہے اس کو بھی توفیق دیں کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے اور بارگاہ رسالت پر جو مسلم یا غیر مسلم کہلانے والے دشمنوں کی طرف سے گستاخانہ حملے ہو چکے اور ہوتے رہے ہیں اُن کا اپنے اعلان کے مطابق یکسر سد باب کرے۔

والسلام علی اہل السنہ والسلام فقیر
ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں

(سرپرست بزم قادری رضوی کانپور)

(فتاویٰ حشمتیہ شریف،٦٢٥)

☆☆☆☆☆☆

اسرار الاحکام بانوار القرآن (قسط دوم)

از: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

س: جمعہ اور عید میں جماعت فرض کیوں ہے۔ پنجگانہ نمازوں میں کیوں نہیں؟

ج: پنجگانہ جماعت محلہ بھر کی کانفرنس ہے اور جمعہ کی جماعت سارے شہر یا اکثر حصہ کی۔ پنجگانہ جماعت فرض کرنے میں مسلمانوں پر دشواری ہو جاتی ہے کہ جنگل کھیت وغیرہ سے بھاگ کر شہر آنا پڑتا۔ اس لئے اس جماعت کو سنت قرار دیا گیا۔ اور چونکہ جمعہ ہفتہ میں ایک بار اور عید سال میں دو بار آتے ہیں ان کے لئے آنا اتنا گراں نہ ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع بھی ہو جایا کرے اور کاروبار بھی بند نہ ہوا کریں۔

س: اسلام میں جمعہ کو عید المومنین کیوں منایا گیا۔ عیسائی اتوار کی کیوں تعظیم کرتے ہیں۔ جمعہ میں کون سی خوبی ہے۔

ج: عیسائی اتوار کو صرف اس لئے مانتے ہیں کہ اس دن حضرت عیسی علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ یعنی دستر خوان اترا تھا۔ انھوں نے دعا کی تھی۔ ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لاولنا۔

لہذا یہ دن ان کی عید کا ہوا لیکن جمعہ مسلمانوں کی عید اس لئے بنا کہ وہ انسانی دنیا کا پہلا دن بھی ہے اور آخری بھی۔ کیونکہ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ان کا جنت میں جانا ہوا۔ پھر جنت سے زمین پر آنا بھی اسی دن ہوا۔ قیامت بھی جمعہ کے دن ہی آوے گی۔ نیز انبیاء کرام پر بڑے بڑے انعامات اسی دن میں ہوئے۔ موسی علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا۔ یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا۔ یعقوب علیہ السلام سے ملنا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی کا پار لگنا سب جمعہ کے دن ہوا۔ نیز ہفتہ میں سات دن ہیں جن میں پہلا دن جمعہ ہے لہٰذا جمعہ کو عبادت کے لئے خاص کیا گیا تاکہ ہفتہ کی ابتدا برکت پر ہو۔

س: ہم اللہ کے بندے ہیں صرف فرض ہی پڑھیں جو اللہ کا حکم ہے۔ سنت کیوں پڑھیں اس کی کیا ضرورت ہے؟

ج: فرض کے لئے سنت ایسی ہے جیسے کھانے کے لئے پانی کہ نہ تو کھانا بغیر پانی کے تیار ہوا اور نہ کھایا جاسکے۔ ایسے ہی خود فرض نماز میں سنت داخل ہے۔ جیسے ہاتھ اٹھانا۔ سورہ فاتحہ پڑھنا۔ سورہ ملانا وغیرہ اور قریباً ہر فرض نماز کے ساتھ سنتیں بھی ادا کی جاتی ہیں۔ جیسے بغیر پانی کھانے کی دعوت ناقص ہے۔ ویسے ہی بغیر سنت فرض نماز غیر مکمل ہے۔ تارک سنت شفاعت سے محروم ہے۔ بلکہ انسان پر فرائض تو بعد بلوغ جاری ہوتے ہیں۔ مگر سنتیں پیدائش سے ہی ساتھ ہوتی ہیں۔ ختنہ، عقیقہ۔ نام رکھنا سب سنت ہی ہے۔ اسی طرح مرتے ہی تمام فرائض ختم ہو جاتے ہیں مگر سنتیں مرنے کے بعد بھی ساتھ نہیں چھوڑتیں۔ چنانچہ قبر۔ کفن بعد دفن فاتحہ ایصال ثواب سنت ہیں بلکہ خود مرنا بھی سنت ہے۔ اسی لئے ہمارا نام اہل فرض نہیں۔ بلکہ اہل سنت و جماعت ہے۔ سنت کے منکر کو چاہیے کہ ناف سے گھٹنے تک کا جانگیہ پہنا کرے اور جان نکلتے وقت کچھ چنے چاب لیا کرے جس سے جان بچے کہ فرض صرف اتنا ہی ہے۔ نکاح اولاد سب سنتیں ہی تو ہے۔

س: بعض کھانے بغیر پانی ہی تیار ہوتے ہیں اور بغیر پانی کھائے بھی جاتے ہیں جیسے ترمیوے۔

ج: ان میں بھی پانی کی ضرورت ہے کہ ان کے درخت پانی ہی سے پرورش پاتے ہیں۔ نیز ان میں قدرتی پانی موجود ہے ورنہ یہ سوکھ جاویں۔

س: نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض والے کی نماز کیوں نہیں ہوتی اور فرض والے کے پیچھے نفل والے کی نماز کیوں ہو جاتی ہے؟

ج: اس لئے کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز کے ضمن میں ایسی ہوتی ہے۔ جیسے لفافہ میں پرچہ۔ حدیث میں ہے کہ امام ضامن اور ظاہر ہے کہ ضمن میں لینے والا یا تو قوی ہو یا برابر۔ کاغذ کا لفافہ لوہے کے پترے کو اپنے ضمن میں نہیں لے سکتا پھٹ جاویگا۔ لہذا لازم ہے کہ یا تو امام کی نماز مقتدی سے قوی ہو یا برابر۔ لہذا نفل تو فرض کے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ فرض

نفل سے قوی ہے۔اس لئے امام کا بھی مقتدیوں سے قوی یا برابر ہونا لازم ہے۔ اگر امام مقتدی سے کمزور ہو تو نماز میں خرابی ہو گی امی قاری کی ننگا ساتر کی امامت نہیں کر سکتا۔

س: احادیث میں وارد ہے کہ معراج کی صبح کو جبریل علیہ السلام نے دو دن حضور کو نمازیں پڑھائیں۔ حالانکہ یہ نمازیں حضور علیہ السلام پر فرض تھیں۔ اور جبرئیل علیہ السلام کے لئے نفل کیونکہ فرشتوں پر یہ نمازیں فرض نہیں۔ دیکھو فرض نفل کے پیچھے ادا ہوئے۔

ج: جب جبریل علیہ السلام کو رب نے ان نمازوں کا حکم دیا تو وہ نمازیں ان پر فرض ہو گئیں۔ لہذا امامت جائز ہوئی جیسے دیہات کے باشندے جب شہر میں آجاویں تو ان پر جمعہ و عید فرض ہو جاتا ہے کہ اہل شہر کی امامت بھی کر سکتے ہیں۔

س: امام مقتدی سے افضل ہوتا ہے۔ لازم آیا کہ جبریل علیہ السلام حضور سے افضل ہوں۔

ج: یہ قاصد، کلیہ نہیں حضور علیہ السلام نے صحابی عبدالرحمن ابن عوف کے پیچھے بھی ایک رکعت پڑھی ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہیں اور حضور نبی۔ استاد شاگرد کے پیچھے۔ شیخ مرید کے پیچھے، نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو امامت ہے حضور تو کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہیں۔ کیونکہ خیر خلق اللہ ہیں۔ کعبہ بھی جز خلق اللہ ہے۔ لہذا اس سے بھی افضل ہیں۔ حالانکہ کے حضور علیہ السلام ساجد ہیں۔ اور کعبہ مسجود الیہ۔

س: کم از کم جبرئیل علیہ السلام نماز کے استاد ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے حضور کو نماز سکھائی اور حضور علیہ السلام شاگرد اور استاد شاگرد سے اعلی ہوتا ہے۔

ج: معلم نہیں صرف مبلغ اور پیغام رساں ہیں اس لئے حضور کے در دولت پر حاضر ہوتے ہیں۔ اگر استاد ہوتے تو حضور علیہ السلام ان کے پاس جاتے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے پاس گئے۔ حضور علیہ السلام رب کے شاگرد رشید ہیں۔

س:اس کی کیا وجہ ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا جاتا ہے۔ مگر وضو کا غسالہ پینا مکروہ ہے۔ایک پانی کے دو حکم کیوں ہیں؟

ج: اس لئے کہ وضو کے پانی سے عبادت کی گئی ہے۔ لہذا اس کی عظمت بڑھ گئی۔اسی لئے بچی ہوئی مسواک اور مسجد کے کوڑے کا بھی ادب ہے۔ مگر وضو کا غسالہ نمازی کے گناہ لے کر اعضاء سے علیحدہ ہوا ہے۔اسی لئے اس کا پینا مکروہ ہے۔ لیکن نبی کا غسالہ پینا مکروہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ صحابہ کرام پیا کرتے تھے۔ کیونکہ پیغمبر گناہوں سے معصوم ہے۔ وہ سراپا نور ہیں۔ان کا غسالہ گناہ لے کر نہیں بلکہ نورانی ہو کر گرا ہے۔

س: جب وضو سے گناہ جھڑتے ہیں تو چاہیے کہ پیغمبروں پر وضو واجب ہی نہ ہو۔ کیونکہ وہ بے گناہ ہیں۔ مقصد وضو وہاں حاصل نہیں۔

ج: ہمارے لئے وضو کے دو فائدے ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظاہری فائدہ نجاست کا دور ہونا ہے۔ باطنی فائدہ گناہ جھڑنا۔ انبیاء کرام کے لئے بھی دو فائدے ہیں۔ ظاہری فائدہ بے وضوئی کا علیحدہ ہونا۔ باطنی فائدہ مراتب بڑھنا جو نیکی گناہگار کے گناہ معاف کراتی ہے وہ بے گناہ کے درجات بڑھاتی ہے جیسے مسجد کے قدم کہ اس سے گناہ گار کے گناہ جھڑتے ہیں اور نیک کار کے مراتب بڑھتے ہیں۔

س: قرآن فرماتا ہے کہ نماز بے حیائیوں اور گناہ سے روکتی ہے حالانکہ بعض نمازی بھی گناہ گار ہوتے ہیں۔ شیطان بڑا نمازی تھا مگر بڑا گنہ گار ہوا۔

ج:اس کے تین جواب ہیں :ایک یہ کہ نماز بحالت ادا گناہ نہیں کرنے دیتی ۔ روزہ حج وغیر میں جھوٹ وغیبت وغیرہ نہیں ہے۔ مگر نماز میں سارے اعضاء پر کنٹرول ہے دوسرے یہ کہ برائیوں سے روکنا نماز کی تاثیر ہے۔ لیکن اگر تونس والے کی پیاس پانی سے نہ بجھے تو اس میں پانی کا قصور نہیں اگر کوئی زہر سے نہ مرے تو زہر کے قاتل ہونے میں فرق نہ آئے گا۔ تیسرے یہ کہ ان الصلوۃ میں الف لام عہدی ہے یعنی نماز مقبول جس میں ظاہری و باطنی شرائط کا لحاظ رہے وہ بے شک گناہوں سے روکتی ہے۔ جو نماز گناہوں سے نہ روکے وہ نماز کا قالب ہے۔ نہ کہ نماز مقبول

روزہ

س: روزے میں کیا حکمت ہے۔ اسلام میں یہ کیوں رکھا گیا کہ ہم اپنی چیز ایک وقت خود نہ کھا پی سکیں۔

ج: پیٹ بھرنے سے نفس قوی ہوتا ہے اور خالی رہنے سے روح میں قوت آتی ہے۔ روح اور نفس ہمارے گویا دو بازہیں یا، انسانی زندگی کے دو پہیئے لہذا کچھ دن نفس کو غذا دو اور کچھ دن روح کو۔ نیز روزہ پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ اگر کوئی ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرے تو وہ شکمی امراض سے محفوظ رہے گا۔ نیز روزے سے فقیر اور فاقہ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور فقراء کی امداد کو دل چاہتا ہے۔ روزے میں اپنی بندگی اور رب کی ملکیت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنی کسی چیز کے مستقل مالک نہیں۔ گھر میں سب کچھ ہے مگر رب نے روک دیا۔ تو کچھ استعمال نہیں کر سکتے۔ روزے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت رہتی ہے۔ کہ اگر کبھی فاقہ درپیش آجاوے تو روزہ دار صبر کر سکے گا۔ روح جسم میں آکر غذا کی حاجت مند ہوئی۔ لہذا گناہ بھی کرنے لگی۔ اب کچھ وقت سے بھوکا رکھو تاکہ اسے اپنی پہلی حالت یاد رہے اور گناہ سے باز رہے۔

س: روزے میں کیا خصوصیات ہیں۔ جو دیگر عبادات میں نہیں۔

ج: روزے میں چند خصوصیات ہیں۔ اولا یہ کہ تمام عبادات میں کچھ کرنا ہے اور روزے میں چھوڑنا۔ یعنی کھانا پینا۔ جماع چھوڑنا اور رب کے لئے خواہشات چھوڑنا بڑی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ تمام عبادات میں اطاعت کا غلبہ ہے اور روزے میں عشق کا کیونکہ اس میں عشاق کے تمام نشان موجود ہیں

عاشقاں را شش نشان است اے پسر
آہ سرد رنگ زرد و چشم تر
گر ترا پر سند سہ دیگر کدام
کم خورد کم گفتن و خفتن حرام

تیسرے یہ کہ دیگر عبادات خاص حالات میں رہتی ہیں مگر روزہ ہر حالت میں مومن کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جاگتے سوتے کھیلتے کودتے، کاروبار کرتے ہر

حال میں روزہ منہ میں ہے۔ چھوتھے یہ کہ روزہ شکم سیری کی زکوۃ ہے۔ پانچویں یہ کہ عبادات شکر ہیں۔ اور روزہ صبر اور اللہ صابروں کے کیساتھ ہے۔

س: حدیث قدسی میں ہے "الصوم لي وأنا أجزي به" روزہ میرا ہے میں اس کی جزا دوں گا۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ ساری عبادات رب کی ہیں۔ اور وہ ہی جزاء دینے والا ہے۔ پھر روزے کو خاص کر کیوں کہا گیا۔

ج: دو وجہ سے ایک یہ کہ دیگر عبادات میں ریا ہو سکتی ہے کیونکہ وہ ظاہر ہیں مگر روزے میں ریا کا احتمال نہیں۔ کیونکہ یہ خفیہ چیز ہے۔ اگر کوئی گھر میں کچھ کھالے اور لوگوں میں روزہ ظاہر کرے تو کوئی کیا جانے۔ لہذا روزہ دار یقینا رب کے لیے ہی روزہ رکھ سکتا ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں ظالم کی دیگر عبادت مظلوم چھین لیں گے۔ مگر روزہ کسی کو نہ دیا جائے گا۔ حکم ہو گا کہ یہ تو میری چیز ہے کسی کو نہ ملے گی۔

س: پھر اس کا مطلب ہے کہ میں اس کی جزا دوں گا؟

ج: اس حدیث کی دو قرائتیں ہیں۔ "اجزی به"۔ یعنی میں روزے کی جزا ہوں۔ تمام عبادات کی جزا جنت اور روزے کی جزا خود خالق جنت ہے۔ دوسری "أنا اجزى به" یعنی میں روزے کا خود بدلہ دونگا۔ دیگر عبادات کے ثواب مقرر ہیں۔ مگر روزے کی جزا کچھ مقرر نہیں فرمائی۔ رب دینے والا بندہ لینے والا۔ جس قدر چاہے گا۔ دیگا کیونکہ روزہ دار عاشق ہے اور عشق کا ثواب لقا محبوب ہے۔ لقاء محبوب کے ساتھ تمام نعمتیں غیر محدود ہیں۔

س: ماہ رمضان میں کیا خصوصیات ہیں۔ جو دیگر مہینوں میں نہیں؟

ج: چند خصوصیات یہ ہیں: قرآن شریف میں صرف رمضان ہی کا نام آیا۔ کسی اور مہینہ کا نہیں آیا۔ جیسے جماعت صحابہ میں صرف حضرت زید کا نام آیا۔ رمضان، رحمن، غفران، قرآن اور شیطان قریبا ہموزن ہیں۔ یعنی رحمن نے رمضان میں قرآن بھیجا۔ تاکہ مومنوں کو غفران ملے اور شیطان کو قید دیگر مہینوں میں خاص دن یا خاص ساعتیں عبادت کی ہیں۔

بقر عید میں ٤ دن نویں سے بارہویں تک۔ محرم میں دسویں۔ شوال میں پہلی۔ شعبان میں چودھویں۔ رجب میں ستائیسویں تاریخیں۔ مگر رمضان میں ہر ساعت عبادت کی ہے۔ کہ صبح سے شام تک روزہ۔ پھر افطار، تراویح سحری، تلاوت قرآن غرضیکہ عجیب مبارک ہے۔ ماہ رمضان گلشن اسلام کے لئے موسم بہار ہے۔ کہ اس کے آتے ہی مساجد قرآن۔ ذکر، تلاوت وغیرہ سب ہی میں رونق آجاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس مہینہ میں جنت بھی آراستہ ہوتی ہے۔ دیگر مہینوں میں ایک یا دو خصوصی عبادات کی جاتی ہیں۔ مگر رمضان میں بے شمار روزہ۔ افطار، سحری، تراویح، اعتکاف، اور شب قدر کی عبادات۔ ادائے زکوٰۃ۔ عام مسلمانوں کو دوسرے مہینوں کی تاریخ میں معلوم نہیں ہوتیں۔ مگر ماہ رمضان کا دن گن گن کر گزارا جاتا ہے۔

س: روزوں کے لئے ماہ رمضان کیوں منتخب ہوا؟

ج: اس لئے کہ رمضان میں قرآن شریف لوح محفوظ سے منتقل ہو کر پہلے آسمان پر آیا۔ پھر وہاں سے ۲۳ سال میں آہستہ آہستہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔ قرآن رب کی بڑی نعمت ہے۔ نعمت ملنے پر بطور شکریہ روزے رکھوائے گئے۔ نیز رمضان میں ہر نیکی کا ثواب ۷۰ درجہ ملتا ہے۔ اس لئے اس مہینہ میں روزہ اعتکاف وغیرہ رکھے گئے تاکہ ثواب زیادہ ہو۔

س: رمضان میں تراویح بیس رکعت کیوں پڑھتے ہیں اور تراویح میں قرآن کیوں پڑھا جاتا ہے؟

ج: اس لئے کہ رمضان میں جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن شریف سنایا کرتے تھے اور اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے انسان ہر دن رات میں ۲۰ رکعت فرض واجب پڑھتا ہے۔ ۱۷ فرض ۳ وتر رمضان میں ان ۲۰ کی تکمیل کے لئے ۲۰ رکعتیں اور پڑھوائی گئیں تاکہ اس مبارک مہینہ میں اگر وہ رکعتیں ناقص رہی ہوں تو ان سے کامل ہو جائیں۔ اس ماہ میں عبادت کامل تر چاہیے۔

س: جب ماہ رمضان ایسا مبارک مہینہ ہے تو اس کے جانے پر عید کیوں منائی جاتی ہے۔ مبارک چیز کے جانے پر غم منانا چاہیئے نہ کہ خوشی؟

ج: یہ خوشی دو وجہ سے ہے ایک تو ماہ مبارک میں عبادت کی توفیق ملنے کا شکریہ۔ خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے خیر سے روزے، تراویح، اعتکاف وغیرہ ادا کرادیئے۔

دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو رمضان کے جانے کا بہت صدمہ ہوتا ہے جمعۃ الوداع کو لوگ زار زار روتے ہیں۔ اس غم کو ہلکا کرنے کے لئے یہ خوشی رکھ دی تاکہ رنج کا احساس کم ہو۔

س: روزہ دن میں کیوں رکھا جاتا ہے۔ رات کو چاہیے تھا؟

ج: اس لئے کہ بدنی عبادت میں محنت اور نفس کی مخالفت چاہیئے۔ اسی پر اجر ملتا ہے۔ رات میں انسان ویسے بھی نہیں کھاتا پیتا۔ اس وقت کھانا چھوڑنا محنت نہیں۔ نیز رات سوتے میں گزرتی ہے۔ عبادت کا احساس نہ ہوتا۔

س: اگر روزے میں تکلیف ضروری ہے تو چاہیئے کہ ہندو مہاتما جوگیوں کی طرح دس پندرہ دن کا رکھا جاوے کہ اتنے روز تک افطار نہ ہوا کرے۔ روزہ شام افطار کرلیا۔ رات بھر کھایا پیا۔ دن کو روزہ رکھ لیا۔

ج: جوگیوں کا برت عام انسانوں کی طاقت سے باہر ہے اور جو سادھو وغیرہ ایسا کرتا ہے۔ وہ دین اور دنیا کا کوئی کام نہیں کر سکتا۔ جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اسلام کا مقصد یہ ہے کہ یہ عبادت سارے مسلمان کریں اور روزے میں دوسری عبادات دیگر کاروبار بند نہ ہوں۔ اور یہ عبادت بھی ادا ہو جائے۔ یہ مقصود اس طریقہ کے سوا اور طریقہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسلام عملی مذہب ہے۔ دیگر مذاہب کے احکام طاق میں رکھنے کے لئے ہیں۔

س: روزے میں بھول چوک معاف ہے۔ بھول سے کھا پی لیا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر نماز میں معاف نہیں۔ اگر کوئی بھول کر نماز میں بول پڑے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ فرق کیا ہے؟

ج: روزے میں بھول چوک زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں کوئی یاد دلانے والی چیز موجود نہیں۔ اس لئے یہاں معافی ہے۔ مگر نماز کی ہر حالت قیام رکوع

وغیرہ نماز کو بتا رہی ہے۔ اس لئے اس میں بھول کم واقع ہوگی۔ اس لیے اس میں یہ رعایت نہ کی گئی۔

(اسرار الاحکام بانوار القرآن)

☆☆☆☆☆☆

ادب و تعظیم

از:- شہزادۂ محبوب ملت علامہ مفتی محمد منصور علی خان علیہ رحمۃ والرضوان

وجودِ کائناتِ دو جہاں جن کی بدولت ہے

انھیں کا ذکر کرنا میرے مسلک میں عبادت ہے

دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والے اپنے رہبر و پیشوا کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اپنے رہبر و رہنما کی بارگاہ میں ادب و تعظیم ملحوظ رکھتے ہیں۔ ادب و تعظیم کی جتنی بھی اقسام ہو سکتی ہیں ان کو بروئے کار لا کر دیگر مذاہب والوں پر یہ بات ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا پیشوا ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور بعض مذہب والے تو تعظیم و ادب کی منزلوں سے اتنا آگے بڑھے کہ خدا کا بیٹا اور خدا کا شریک اور نہ جانے کیا کیا کہہ گئے اور بعض اتنا نیچے گرے کہ "گاؤں کا چودھری" اور اپنا بڑا بھائی سمجھنے لگے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے دونوں باطل۔

بحمدہ تعالی مسلمانانِ اہلسنت اس افراط و تفریط دونوں سے پاک و صاف ہیں، مسلک اہلسنت ایک ایسی شاہراہ ہے جس راہ کے چلنے والے نہ تو رسالت کا ڈانڈا خدا سے ملاتے ہیں اور نہ ہی کاندھا ملا کر برابری کا دعوی کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا صاف سیدھا بے غبار مسلک ہے جو شریعتِ اسلامیہ کے دائرے میں رہتے ہوئے احکامِ الٰہیہ کی پابندی کرتے ہوئے۔ امام الانبیاء، سید المرسلین، آمنہ کے لعل، شفاعت کے تاجدار حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں ادب و تعظیم بجالاتا ہے،

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو۔

اور بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ادب و تعظیم بجا لانا یہ قانون کسی انسان کا قانون نہیں بلکہ قوانین الٰہیہ میں سے ایک قانون ہے۔ آیئے اور قرآن عظیم کا اعلان سماعت فرمایئے۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا

لِّتُؤْمِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (ترجمہ سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ) (کنزالایمان)

غور فرمایئے کس قدر اہتمام اور شان کے ساتھ ، شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا جارہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد فوراً حکم ہوتا ہے کہ اب ہمارے رسولِ محترم علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کرو۔ اب اس کے بعد عبادت کا حکم دیا جارہا ہے۔ اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب قبلہ مراد آبادی علیہ الرحمۃ الرضوان کنزالایمان کے حاشیہ پر اپنی تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چاروں نمازیں داخل ہیں سچ فرمایا اس صدی کے مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (ترجمہ سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ)

قرآن نے کس قدر صاف اور واضح اعلان فرمایا کہ اے ایمان والو! ہمارے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی شان میں نشست و برخواست، گفت و شنید غرضیکہ ہر معاملہ میں ادب و تعظیم کا دامن ہاتھوں سے چھوٹنے نہ پائے۔ تم نہیں جانتے کہ ان کی بارگاہِ عالی وقار میں بے ادبی کا انجام کیا ہوگا۔ اسی آیتِ

کریمہ سے متصل دوسری آیت میں اس کی وضاحت فرمائی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے۔ اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمھارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔

(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے۔ انھیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو۔ حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے۔ بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا۔ جو حضرت ثابت بن قیس کے پڑوسی تھے انہوں نے حضرت ثابت بن قیس سے دریافت کیا۔ وہ بولے کہ میں تو دوزخی ہو چکا ہوں۔ میری آواز اونچی ہو گئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تمام حال عرض کیا۔ حضور سراپا رحمت و کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت بھرے انداز میں فرمایا کہ ان سے کہہ دو وہ جنتی ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنی سے ادنی بے ادبی کفر ہے۔ کفر ہی ایسا جرم ہے جس سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

ہوشمندوں اور دانشوروں سے میرا سوال ہے کہ جب اس مقدس بارگاہ میں اونچی آواز میں بولنے سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں تو کسی اور بے ادبی، جرأت و بے باکی کا ذکر ہی کیا؟

کس قدر اہتمام کے ساتھ بارگاہ محبوب کا ادب تعلیم فرمایا جا رہا ہے۔ ان کے حضور چلا کر نہ بولو۔ انہیں عام القابات سے نہ پکارو جیسے آپس میں اک دوسرے کو پکارتے ہو۔ چچا، ابا، بھائی نہ کہو۔

قرآن نے اس مقام پر وعید فرمائی۔ اور جب اس تعلیم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عامل ہوئے تو اب ان مقدس ہستیوں کے اجر و ثواب کو ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰه اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰه قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ج لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ

بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ "یا ایھا الذین امنوا لا ترفعو" کے نازل ہونے کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت احتیاط لازم کر لی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض و معروض کرتے۔ ان ہی حضرات کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تصویر کے دونوں رخ قرآن مجید کی روشنی میں آپ کے سامنے پیش ہیں۔ محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی جائے تو بخشش اور ثواب عظیم کی شاندار بشارت ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس مقدس حبیب علیہ الصلاۃ و السلام کی بے ادبی و گستاخی کی تو عذاب کی دل دہلا دینے والی وعید ہے۔ گفتگو آگے بڑھے اس سے پیشتر اس مقام پر ذرا توقف کیجیے اور اپنے ضمیر سے فیصلہ لیجیے کہ آپ ان دونوں جماعتوں میں سے کس جماعت کے دفتر میں اپنا نام درج کرانا پسند فرمائیں گے؟ کسی بھی فیصلہ سے پیشتر یہ ذہن نشین فرمالیں کہ قبر کی تاریک و ہولناک تنہائی سے لیکر میدان محشر میں نفسی نفسی کے عالم تک صرف ایک ذات دستگیری کرنے والی ہے اور وہ ذات ہے شہسوارِ

شفاعت، سیاح لامکاں حضور رحمتِ دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ کی۔ یاد رکھیے کوئی مولانا مولوی ۔ امیر جماعت اور حضرت جی مدد کو نہ آئیں گے۔

ایمانی صلاحیتوں اور جذبۂ وفاداری کی سرشاری کے ساتھ قرآن عظیم کا ایک اور اعلان سماعت فرمائیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًا مُّبِينًا

اور نہ کسی مرد مسلمان نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں توانہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اوراس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

(ترجمہ سیدی اعلیحضرت امام احمد رضاخان فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ)

یہ آیتِ کریمہ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اوران کے بھائی عبداللہ بن جحش اوران کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس آیت کریمہ سے جہاں اور باتیں معلوم ہوئیں وہیں یہ مسئلہ بھی ظاہر ہوا کہ آدمی کو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر حال میں اور ہر امر میں واجب ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں اور بات اسی مقام پر ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ آگے ارشاد باری تعالی کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے کھلا گمراہ ہے۔ ایک اور مقام پر عظمت رسالت کایوں اعلان کیاجاتاہے،

لَّا تَجْعَلُوا۟ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ

رسول کے پکارنے کوآپس میں ایسانہ ٹھہرالو جیساتم میں ایک دوسرے کوپکارتاہے۔ (کنزالایمان)

العظمۃ اللہ محبوب کو پکارنے کے بارے میں بندوں کو قانون دیا جا رہا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح رسول عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کوپکارنے کی پابندیاں عائد کی جارہی ہے توکسی اورگستاخی یاجرات کاانجام کیاہوگا۔

انصاف اور دیانت داری کے ساتھ قرآن کا ایک اور قانون سماعت فرمالیں ارشاد خداوندی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (104)

اے ایمان والو! راعنانہ کہواوریوں عرض کرو ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنواور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(ترجمہ سیدی اعلیحضرت امام احمد رضاخان فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ)

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کرتے راعنایارسول اللہ۔ مطلب کہ حضور ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلامِ اقدس ہم سمجھ نہ سکے سرکار دوبارہ ارشاد فرمائیں یا ہم کو سمجھنے کا موقع عنایت فرمائیں۔ یہودیوں کی زبان میں یہ کلمہ سوءادب کے معنی رکھتا تھا۔ انہوں نے یہی کلمہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں گستاخی کی نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک دن یہ کلمہ یہودیوں کی زبان سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کہ بارگاہ میں بے ادبی کرتے ہوئے سنا تو حالت جلال میں فرمایا اے خدا کے دشمنو تم پر اللہ کی لعنت نازل ہو۔ اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کا قتل کردوں گا یہودیوں نے جواب دیا کہ اے سعد ہم پر آپ برہم ہوتے ہیں مگر یہی کلمہ تو خود مسلمان بھی بولتے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ افسردہ افسردہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور اسی موقعے پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیائے اکرام کہ بارگاہ میں تعظیم و توقیر اور ان کی بارگاہ میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے۔ اور ایسا کلمہ بھی بولنا منع ہے جس سے دشمنوں کو بے ادبی کا موقع حاصل ہو۔ مقام غور و فکر ہے کہ اس دیوبندی گروپ کے لیے جو کھلم کھلا صاف و صریح توہین نبوت کررہے ہیں اور پھر بھی توحید کے تنہا ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

غرض قرآن مجید کی ایک آیت کیا سینکڑوں آیات عظمتِ رسالت کا اعلان کر رہی ہیں ۔ اور نہ جانے کتنے مقامات پر رب کائنات نے اپنے بندوں کو رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرض پناہ کا ادب تعلیم فرمایا۔

میں ابتدا ہی میں عرض کر چکا ہوں کہ اہلسنت و جماعت کی راہ افراط و تفریط دونوں سے پاک و صاف ہے۔ شریعت کے احکام اور قوانین خداوندی کے حصار میں رہ کر ہم اپنے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بجالاتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت پر مخالف طبقہ کا بہتان ہے کہ سنیوں نے اپنے رسول کو خدا سے بڑھا دیا" معاذ اللہ ایسے یتیم العقل کو کون سمجھائے کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ "اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہ اِلَّا اُللہ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہ وَ رَسُوْلُہٗ " میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ علمائے اہلست کی بات تو بڑی بلند و بالا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی دیوبندی کسی عام سنی کے بارے میں بھی یہ نہیں بتا سکتا کہ اس نے کبھی اشارے کنائے کے زبان میں اپنے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کو خدا کہا ہو یا خدا سے بڑھایا ہو۔ العیاذ باالله من ذالک۔

اللہ تعالی حضرت خطیب مشرق، پاسبان ملت مناظرِ اہلسنت مخدوم گرامی مرتبت علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی دامت برکاتہم العالیہ کی عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ آج اہلسنت و جماعت کے نہ جانے کتنے امور ان کی چشم وابرو کے منتظر ہیں۔ پورے ملک میں ان کی خطابت اور تحریر کی دھوم ہے اور جہاں جاتے ہیں مسلکِ اہلسنت کی نشر و اشاعت ان کا مقصد اولین ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ بمبئ میں تقریر کے دوران حضرت خطیب مشرق نے مخالفین کے اس اعتراض پر کہ "رسول کو خدا کے برابر کر دیا بلکہ بڑھا دیا" کا بڑا پیارا جواب ارشاد فرمایا، فرماتے ہیں کہ برابر کرنے یا بڑھانے کا سوال تو اس وقت پیدا ہوگا جب کہ پہلے مخالف طبقہ یہ ثابت کرے

کہ "یہ خدا کی حد ہے" خدا کی حد ثابت ہو جائے تو اس کے بعد یہ اعتراض صحیح ہو گا کہ خدا کی حد ہے۔ اس کے برابر کرنے کے اور اس حد سے بڑھایا تو بڑھانے کے مترادف ہو گا۔ ہمارا پروردگار تو اپنی ذات وصفات دونوں میں غیر متناہی اور لا محدود ہے۔ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اب جب اہلسنت کے عقیدے کے مطابق رب کائنات کی حد نہیں انتہا نہیں۔ تو یہ الزام ہی باطل ہو گیا کہ خدا کے برابر کر دیا یا بڑھا دیا۔ معاذاللہ سیدنا امام احمد رضا مجدد اعظم فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ نے مسلکِ اہلسنت کی بڑی پیاری وضاحت فرمائی:

تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

ذہن حاضر ہو تو یہ بات بھی محفوظ فرمالیں کہ لفظ رسول زبان کے ساتھ ادا ہونے کے ساتھ ہی یہ بات عقیدے میں آگئی کہ رسول اس مقبول بارگاہ بندے کو کہتے ہیں جس پر اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔ اب جبکہ رسول کا مطلب واضح ہو گیا اور اور اقرار رسالت کرنے والا رسول ماننے کے ساتھ ان کو اللہ کا بندہ تسلیم کر رہا ہے تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش باقی رہ گئی؟

ہم ڈنکے کی چوٹ پر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہر سنی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ رسولِ رحمت علیہ الصلاۃ والسلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں لیکن کیسے بندے؟ تو اس کی تفصیل دو لفظوں میں یوں سمجھیں

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میری تمام گزارشات کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم ربِ کائنات نے اپنی عبادت سے پہلے فرمایا اس مقدس بارگاہ میں ذرا سی بے ادبی پر اعمال اکارت ہونے کی وعید بیان فرمائی گئی۔ اور جو حضرات ادب و توقیر ملحوظ رکھتے ہیں ان کے لیے ثواب عظیم کی بشارتِ عظمی دی

گئی۔ اسی حکم قرآن کی روشنی میں اہلسنت و جماعت رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تعظیم و توقیر بجالاتے ہیں اور آخر میں اپنے عجز وانکساری کا یوں اظہار فرماتے ہیں

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

(خوابوں کی بارات، صفحہ ۲۵)

☆☆☆☆☆☆

ارمغان محبت

از:- نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور ناصر ملت صوفی باصفاحضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مشارب رضاخان صاحب قبلہ حشمتی

چھاگ ئے غم کے بادل اندھیرا ہوا الودع
الودع اے فریدِ زماں؛
چھپ گیا تارۂ نور، نارا لگا الودع الودع اے فریدِ زماں!

قلب کو جستجو آنکھ کو آرزو ہم غریبوں میں
ہے بس تیری گوفتگو؛
اب ملیگا کہاں ایسا ہم کو شہا الودع الودع اے فریدِ زماں!

نوری انداز ہے نوری گفتار ہے نوری رخسار پہ نورِ بغداد ہے؛
کون دیکھیگا اب ایسا پیارا پیا الودع الودع اے فریدِ زماں!

رفض ہو یا کہ باطل مشن تھانوی، وہ کہ تطہیر ہو یا کہ ہو پادری؛
ضرب گہرا لگا ہے ہر اک پر ترا الودع الودع اے فریدِ زماں!

لوٹ لو لوٹ لو ان کے در ہیں کھولے شاہ ہند الولی
کے ہیں یہ لاڈلے؛
ان کا دربار ہے پیشِ خواجہ لگا الودع الودع اے فریدِ زماں!

مے کشوں کے لئے مے کدہ چاہئے رند غمگیں ہیں
دل ربا چاہئے؛
مشربِ چشت کا ساقیا چل دیا الودع الودع اے فریدِ زماں!

اپنے گلدان سے اک گل ہو عطا، اپنے اکرام سے ہو
کرم اے شہا؛
حشر میں جب مشارب کا ہو سامنا الودع الودع اے فریدِ زماں!

از قلم

نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور ناصر ملت صوفی
باصفاحضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مشارب رضاخان
صاحب قبلہ حشمتی

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف یوپی انڈیا

☆☆☆☆☆☆

فرمان حضور ابوالبرکات رضی المولیٰ عنہ

مصلحت وقت کوئی شئے نہیں شریعت مطہرہ عین مصلحت ہے۔ اس سے روگردانی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے فرامین نبی کریم ﷺ ہر لحظ ہر آن فرض ہے خواہ دنیا بھر میں ایک ہی مسلمان رہے۔

مدیر: عبید حشمت علی
تزئین کار: محمد سہیل رضا حشمتی